"تحفظِ حرمین شریفین کانفرنس"

میں

علّامہ محمّد مدنی کا افتتاحی اور تاریخی خطاب

مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۹۱ء بروز اتوار، اسلام آباد ہوٹل اسلام آباد میں "تحفظِ حرمین شریفین کانفرنس" کا انعقاد عمل میں آیا۔ اس عظیم الشان کانفرنس کے محرک، رئیس جامعہ علوم اثریہ جہلم اور "تحفظِ حرمین شریفین موومنٹ پاکستان" کے قائد جناب علامہ محمد مدنی ایم۔اے، فاضل مدینہ یونیورسٹی تھے۔ آپ نے اپنے افتتاحی خطاب میں فرمایا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهٗ!

عزت مآب جناب وسیم سجاد چیئرمین سینٹ پاکستان

عالی مرتبت جناب سردار محمد عبدالقیوم خان صدر آزاد جموں و کشمیر، ممبرانِ قومی اسمبلی، وزرائے ملت، صحافی حضرات، معزز علمائے کرام اور سامعین حضرات، السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ!

میں اس عظیم الشان کانفرنس میں مسئلہ خلیج کے بارے میں عرض کرنا چاہوں گا، تاکہ آپ حضرات کے سامنے اس کانفرنس کے انعقاد کا مقصد واضح کر سکوں!

برادرانِ ملت! ۲ اگست کو کویت میں جو کچھ ہوا، وہ آپ سے مخفی نہیں۔ رات کو امن و سلامتی سے سونے والے صبح ہونے سے پہلے لٹ چکے تھے۔ لوٹ کھسوٹ، ظلم و تشدد، چوری ڈاکہ زنی کی زد میں آئے ہوئے کویت کے بے گناہ شہری، مرد و عورتیں، بچے بوڑھے حیران و پریشان مجسمۂ حزن و ملال بن چکے تھے اور

عراقی فوجیں اپنے ہی مسلمان پڑوسی ملک پر نہ صرف قبضہ کر چکی تھیں، بلکہ وہاں کی ہر چیز کو مالِ غنیمت سمجھ کر سمیٹ رہی تھیں۔ ان المناک واقعات کو بیان کرنے کے لیے طویل وقت اور سینکڑوں صفحات درکار ہیں۔ مختصر یہ کہ اہلِ کویت پر جو ظلم و ستم ہوا، اس کی داستان نہایت دردناک اور وحشت ناک ہے۔

عراقی صدر صدام اور اس کے یہودی، عیسائی ساتھیوں نے کویت ہی نہیں بلکہ پوری امتِ مسلمہ کو تباہی و ہلاکت کے گڑھے میں پھینکنے کی کوئی کسر باقی نہ چھوڑی۔ اپنے تحفظ کی راہ تلاش کرتے ہوئے سعودی حکمرانوں نے اپنے حلیف ممالک سے مدد طلب کی، اور اس طرح سعودی عرب میں سات لاکھ فوج آن پہنچی۔ یوں ہم اس وقت ہلاکت کے کنارے پر کھڑے ہیں اور معمولی سی لغزش نہ معلوم کیا رنگ لاتی گی۔ اس وقت پوری انسانیت اپنے آپ کو ہلاکت سے بچانے کے لیے جدوجہد کر رہی ہے، لیکن ابھی تک کوئی صورت بنتی نظر نہیں آرہی۔ سوال یہ ہے کہ یہ سب کچھ کیوں ہوا؟ فسادفی الارض کا مجرم کون ہے؟ ظالم و جارح کون ہے؟ اور ان تمام جرائم کے باوجود آج ضدی اور ہٹ دھرم کون بنا ہوا ہے؟ ان سب باتوں کا جواب ایک ہی ہے کہ ان تمام جرائم کے مرتکب صدام اور اس کے ساتھی ہیں۔ اور ڈھٹائی کی انتہا یہ ہے کہ وہ دنیا میں فساد اور بدامنی پھیلانے کے باوجود اپنی ان بداعمالیوں کی پردہ پوشی کے لیے اب فلسطینیوں کی مظلومیت کا عذر لنگ پیش کر رہے ہیں۔ کیا اس سے پہلے یہ مسئلہ ان کی نظر میں نہ تھا؟ کیا یہ حقیقت نہیں کہ مسئلہ کشمیر میں صدام کے ساتھی یاسر عرفات نے پاکستان کی بجائے انڈیا کی حمایت کی؟ کیا کشمیری مسلمان مظلوم نہیں ہیں؟ کیا وادیٔ کشمیر تباہی و بربادی سے دوچار نہیں ہے؟ ذرا غور تو کیجیے، پوری امتِ مسلمہ نے فلسطینی عوام کی ہمیشہ حمایت کی ہے۔ اور یہ بات بھی واضح ہے کہ فلسطینی مسلمانوں پر اگر یہودی کافر ظلم کر رہے ہیں، تو کشمیری مسلمانوں پر ہندو کفار ظلم و ستم ڈھا رہے ہیں۔ اور اب اگر کویت میں بھی یہی کچھ ہوا ہے، تو ہم حیران ہیں کہ کویتی مسلمانوں پر ستم کے پہاڑ توڑنے والوں کو ہم یہودی کفار کہیں، ہندو کفار کہیں، یا عیسائی غنڈے کہیں؟ ـــــ مقامِ تعجب ہے کیا اہلِ کویت پر ظلم و ستم کو جائز کرنے کے لیے ایک نام نہاد مسلمان اور اس کے حامی نام نہاد علماء و مشائخ یہ دلیل دینا چاہتے ہیں کہ چونکہ یہودی، ہندو اور دوسرے کفار مسلمانوں پر ظلم کر رہے ہیں، لہٰذا ہم بھی مسلمانوں پر ظلم کریں گے اور اس طرح ہمارا ظلم کرنا جائز ہو جائیگا؟

برادرانِ اسلام! ہم نے ظالم کے خلاف آواز بلند کی ہے اور ہم کتاب و سنت کی روشنی میں اسلام کی حقیقی تعبیر کے مطابق اہلِ کویت اور سعودی عرب کی حمایت میں کمربستہ ہوتے ہیں۔ ہم علی وجہ البصیرت یہ کہتے ہیں کہ صدر صدام بہت بڑا مجرم ہے اور اپنے گھناؤنے جرم سے توبہ کرتے ہوئے اسے فوری طور پر نہ صرف کویت کو واگذار کرنا چاہیے بلکہ سعودی عرب کے بارڈر سے فوجیں واپس بلا کر امن کی راہ

اختیار کرنی چاہیے۔ بصورتِ دیگر پوری امتِ مسلمہ کو اس کے خلاف اعلانِ جہاد کرنا ہوگا اور اس بہت بڑے مجرم کو کیفرِ کردار تک پہنچانا ہوگا۔ اس کا یا اس کے حامیوں کا کہنا کہ امریکی کیوں آئے ہیں؟ — وہ واپس جائیں یا اسرائیل فلسطین کو واگذار کرے — یہ ساری باتیں اس وقت ممکن، قرینِ قیاس اور عقل و شعور کے مطابق ہوں گی، جب عراق کویت کو واگذار کرے اور سعودی عرب کے بارڈر سے فوجیں واپس بلائے۔ امتِ مسلمہ اگر خود متحد و متفق ہوگی تو پھر فلسطین کے لیے ہر قسم کی قربانی بارآور ثابت ہو سکے گی اور ان کی ہر بات کو تحسین کی نظر سے دیکھا جائے گا — پھر کشمیری مسلمانوں کی منزل بھی قریب ہو جائے گی۔

لیکن اگر مسلمان آپس میں ٹکرائیں، قتل و غارت ہو اور مسلم برادر ممالک ہلاکت سے دو چار ہوں، تو کیا مسئلہ فلسطین حل ہو جائے گا؟ — یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ صدام کے کویت پر ظلم و تشدد کی وجہ فلسطینی حمایت نہیں، بلکہ صدام اور اس کے ساتھیوں کو تیل کی دولت کی فراوانی نے یہ سب کچھ کرنے پر مجبور کیا ہے اور ماضی قریب کے حالات اس پر شاہدِ عدل ہیں۔ پھر جب حرص و ہوس نے ان سے یہ ظلم و ستم کروا لیا اور پوری دنیا نے لعن طعن کی تو "کھسیانی بلی کھمبا نوچے" کے مصداق اس نے فلسطینی حمایت کا ڈھونگ رچا دیا، حالانکہ خود سعودی عرب، جس کے خلاف وہ برسرِ پیکار ہے، پوری امتِ مسلمہ کے مسائل پر کڑی نگاہ رکھے ہوئے ہے۔ مسئلہ افغانستان ہو یا مسئلہ کشمیر، مسئلہ فلسطین ہو یا دیگر مسائل، وہ ہمہ وقت ان کی حمایت میں آواز اٹھائے ہوئے ہے، بلکہ ہر وقت ان کی دامے، درمے، سخنے، قدمے مدد کے لیے تیار کھڑا ہے۔ اس کے مقابلہ میں صدر صدام کو خود ظالم ہونے کے باوجود اگر کوئی مظلوم نظر آیا تو صرف فلسطین نظر آیا، باقی مظلوم اسے اس وقت بھی نظر نہیں آئے۔ صدر صدام نے کبھی بھی امتِ مسلمہ کے مسائل میں دلچسپی نہیں لی، بلکہ پاکستان کے ساتھ تو اسے خدا واسطے کا بیر ہے۔ جب بھی پاکستان پر مشکل وقت آیا، صدام نے انڈیا کا کھل کر ساتھ دیا، اور پاکستان کی علانیہ مخالفت کی۔ اس کے باوجود بعض لوگ صدر صدام کی حمایت پر کمربستہ ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ انہیں صرف دولت ہی نظر آتی ہے، وہ خواہ حرام ہی کیوں نہ ہو، کویت، لیبیا، عرب امارات، سعودی عرب، قطر، بحرین، اور عراق وغیرہ یہ سب ممالک تیل کی دولت سے مالا مال ہیں۔ ان ممالک نے ہمیشہ دنیا میں مسلم ممالک کی مدد کی ہے اور ہر جگہ رفاہِ عامہ اور دین کے مراکز قائم کیے ہیں۔ ان میں صرف عراق ایسا ملک ہے کہ اس نے کبھی کوئی قابلِ ذکر نیکی کا کام نہیں کیا۔ پھر بھی بعض لوگ اپنے محسنوں، کویت اور سعودی عرب، قطر وغیرہ کو چھوڑ کر صدام کی طرف بھاگ رہے ہیں؛ تو اس کی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ کویت کا لوٹا ہوا مال، جو اس کے لیے شرعاً حرام ہے، وہ بعض لوگوں کے لیے بطورِ رشوت استعمال کر رہا ہے۔ چنانچہ آئے دن وہ لوگ بھی عراق یاترا کر رہے ہیں جن کے پاس حج کے لیے

کوئی ظاہری اسباب موجود نہیں ہیں۔

اپنی بات کو سمیٹتے ہوئے میں عرض کروں گا کہ اگر صدام امتِ مسلمہ کا خیر خواہ ہے، تو اسے امن کا راستہ اختیار کرنا چاہیے۔ اور اس کے حامی اگر اسلام اور مسلمانوں کے خیر خواہ ہیں تو انہیں صدام کو صحیح مشورہ دینا چاہیے۔ ہم تو کویت و سعودی عرب کی حمایت کرتے ہیں، اور کرتے رہیں گے ——— ہمارے ضمیر اس پر مطمئن ہیں۔

پاکستان کے لاکھوں المحدث خادم حرمین شریفین شاہ فہد کے ایک اشارہ پر اپنی جانیں نچھاور کرنے کے لیئے تیار ہیں۔ اور تقدسِ حرمین شریفین کے لیے کٹ مرنے کو اپنے لیے سعادت سمجھتے ہیں۔

یاد رہے کویتی مظلوم ہیں اور مظلوم کی اعانت فرض ہے۔ قرآن و حدیث ہمیں یہی حکم دیتے ہیں۔ کویت پر تاریخ کا بدترین ظلم ہوا ہے اور ہم اس ظلم کے خلاف سراپا احتجاج ہیں۔ جبکہ بیت اللہ اور مسجدِ نبوی پوری امتِ مسلمہ کے مرکز ہیں، اور ان کا تحفظ ہمارا اولین فرض ہے ——— ہم اس کے لیے ہر قسم کی قربانی کے لیے ہمہ وقت تیار ہیں۔

سعودی عرب میں اسلامی حدود کا نفاذ ہے اور وہ امن و سلامتی کا گہوارہ ہے ——— دنیا کا یہ وہ واحد ملک ہے، جہاں اسلامی آئین کے نفاذ کی وجہ سے جرائم نہ ہونے کے برابر ہیں۔ سعودی حکام دنیا کے بہترین حکام ہیں، جو ہمیشہ سے خدمتِ اسلام میں مصروف ہیں اور حرمین شریفین کی خدمت کو اپنے لیے سعادت تصور کرتے ہیں۔ یہ لوگ کروڑوں کی تعداد میں قرآنِ پاک کے نسخے چھپوا کر مفت تقسیم کرتے ہیں اور غریب مسلمانوں کی ہمیشہ سے مدد کرتے چلے آتے ہیں۔ الحمد للہ کہ پاکستان کی موجودہ حکومت نے تاریخ کے اس نازک موڑ پر نہایت مدبرانہ انداز میں سوچا ہے، صدرِ پاکستان اور وزیر اعظم نے دور اندیشی سے کام لیتے ہوئے احسن حکمتِ عملی وضع فرمائی اور بروقت سعودی عرب میں فوج بھیجی، اور بھیج رہے ہیں۔ پاکستان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک مضبوط اور دانشمند قیادت سے نوازا ہے۔ ہم امید رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس حکومت کو نفاذِ اسلام کی توفیق عطا فرمائے گا اور اسی طرح اللہ تعالیٰ اسے استحکام بخشے گا۔ اس وقت بھی ملک کی نامور شخصیات نے ہماری کانفرنس میں شرکت فرما کر ہماری حوصلہ افزائی کی ہے۔ ہم ان تمام حضرات کے تشریف لانے پر تہہ دل سے شکر گزار ہیں۔

وما علینا الا البلاغ المبین ———

والسلام!